معتکفین کو حقیقی اور انتہائی خلوت میسر آنی چاہئے تا کہ وہ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت عبادت اور دعاؤں میں گزار سکیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍جنوری ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

❁❁❁

☆ اسلام میں رہبانیت کی اجازت نہیں۔

☆ اسلام نے ہر شعبہ زندگی کے متعلق احکام دیئے ہیں ان پر عمل کریں۔

☆ معتکفین کی عبادت اور دعاؤں میں خلل انداز ہونا ثواب کا کام نہیں۔

☆ لیلۃ القدر کی گھڑی میں انفرادی دعائیں، استغفار اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرنی چاہئے۔

☆ ہمیں توحید کے قیام اور غلبۂ اسلام کے لئے باقاعدہ جدوجہد کرنی چاہئے۔

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اسلام نے رہبانیت کی اجازت نہیں دی اسلام یہ بات جائز قرار نہیں دیتا کہ کوئی شخص دنیوی تعلقات کو کلّیۃً قطع کر کے محض خدا تعالیٰ کی عبادت کی خاطر اپنی ساری زندگی تنہائی میں گزار دے اور ان فرائض کی طرف توجہ نہ دے جو اس پر اللہ تعالیٰ نے بحیثیت ایک انسان ہونے کے عائد کئے ہیں رہبانیت مختلف شکلوں میں دنیا میں پائی جاتی تھی اور اب بھی پائی جاتی ہے۔عیسائیت نے یہ شکل اختیار کی کہ بعض عیسائیوں نے جو راہب بنے، اپنی زندگیاں چرچ اور عیسائیت کے لئے وقف کر دیں اور اس شکل میں وقف کر دیں کہ ساری زندگی انہوں نے شادی نہیں کی۔عورتوں نے اپنے سر بھی منڈوا دیئے اور مختلف عبادت گاہوں میں انہوں نے اپنی زندگی کے دن گزار دیئے۔ان کی اپنی بعض مشکلات اور الجھنیں تھیں جن سے دنیا بہت کم واقف ہے لیکن جن کی وضاحت خود عیسائیوں میں سے بعض دلیر مصنّفین نے کی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ رہبانیت اختیار کرنے والوں کی زندگیاں بداخلاقیوں سے بھری پڑی تھیں کیونکہ اس قسم کی زندگی انسان کی فطرت کے خلاف ہے پھر بعض مذاہب یا بعض اقوام اور ممالک میں رہبانیت کا خیال یا دنیا سے قطع تعلق کر لینے کا خیال اس حد تک آگے پہنچا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا جسم بھی مادی دنیا سے تعلق رکھتا ہے ہم اسے کلیتاً تو فنا نہیں کرتے۔ہاں اس کے کچھ حصہ کو ہم نمونۃً قتل کر دیتے ہیں تا کہ ہمارا ربّ (ان کے اپنے زعم میں) یہ سمجھے کہ ہم نے اس کی راہ میں اپنے جسموں کو بھی قربان کر دیا ہے۔جیسے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بعض سادھو اپنی ایک یا دونوں بانہوں کو یا اپنی ایک ٹانگ یا دونوں ٹانگوں کو بعض خاص ریاضتوں کے ذریعہ بالکل مفلوج یا مردہ کی طرح کر دیتے ہیں۔ وہ اپنی باہوں کو ایک لمبے عرصہ تک اور متواتر آسمان کی طرف بلند کئے رکھتے ہیں اور انہیں حرکت نہیں

دیتے۔ یہاں تک کہ ان میں دورانِ خون بند ہو جاتا ہے اور وہ سوکھ جاتی ہیں۔ غرض بعض لوگ اپنے جسم کے بعض حصوں کو بعض خاص ریاضتوں کے ذریعہ بالکل مفلوج ناکارہ یا مردہ کی طرح کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ اپنے ربّ کو خوش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بعض انسان اس سے بھی آگے بڑھے اور انہوں نے سمجھا کہ وہ خودکشی کرکے اپنے ربّ کو راضی کر سکتے ہیں جب کہ چند ماہ پہلے بعض علاقوں سے یہ خبریں آئیں اور اخباروں میں چھپیں کہ بدھ مذہب کے بعض پیروؤں نے اپنے مذہبی حقوق منوانے کیلئے اپنے جسموں کو آگ لگا دی۔ غرض انسان اپنی اس زندگی کی جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے قدر نہ کرتے ہوئے اور بعض غلط خیالات میں الجھنے کی وجہ سے رہبانیت کو مختلف شکلوں میں اختیار کرتا رہا ہے۔ اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی بلکہ اسلام جس قسم کی زندگی ہمیں گزارنے کو کہتا ہے وہ یہ ہے کہ ظاہری طور پر دنیا کا ایک حصہ ہوتے ہوئے دنیا کی کشمکش میں شریک ہوتے ہوئے اور وہ سارے فرائض ادا کرنے کے باوجود جو خدا تعالیٰ نے ہم پر عائد کئے ہیں ہم ایک طرح کے راہب ہی ہوں۔ دنیا سے قطع تعلق کرنے والے ہی ہوں۔ دنیا سے بے رغبتی کرنے والے ہی ہوں۔

اسلام نے ہر شعبۂ زندگی کے متعلق ہمیں کچھ احکام دیئے ہیں اس نے ہمیں بعض باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بعض باتوں سے منع فرمایا ہے اور وہ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ اس دنیا کے ہر شعبۂ زندگی میں ایک مسلمان کی حیثیت سے داخل ہوں۔ اور پھر دنیا کو یہ بتائیں کہ اس مادی دنیا کا ایک فعال حصہ ہونے کے باوجود ہم صرف خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے ایک قسم کی راہبانہ زندگی گزار رہے ہیں اور درحقیقت اگر سوچا جائے تو دنیا سے قطع تعلق کر لینے کے نتیجہ میں انسان اپنے ربّ کا کامل مطیع ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ اس طرح اس نے اپنی زندگی کے بعض پہلوؤں میں تو شائد اپنے ربّ کی اطاعت کی۔ لیکن بعض پہلوؤں میں اس نے اطاعت سے گریز کیا اور یہ موقعہ آنے ہی نہیں دیا کہ وہ اپنے ربّ کی اطاعت کرتا۔ غرض اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ تم بھرپور زندگی گزارو لیکن جہاں تمہاری زندگیاں دنیوی لحاظ سے بھرپور ہوں وہاں روحانی لحاظ سے بھی بھرپور ہوں۔ تم راہب نہ ہوتے ہوئے بھی راہبانہ زندگی اختیار کرو دنیا کے جائز مشاغل میں حصہ لو، بیاہ شادی بھی کرو تم پر تمہارے والدین کے بھی بعض حقوق ہیں، تمہاری بیوی اور اولاد کے بھی بعض حقوق ہیں، تمہاے رشتہ داروں کے بھی بعض حقوق ہیں، تمہارے اسلامی بھائیوں اور دوسرے بنی نوع انسان کے بھی بعض حقوق ہیں۔ خدا تعالیٰ کی

دوسری مخلوق کے بھی بعض حقوق ہیں، ان حقوق کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ہم تم سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تم خدا تعالیٰ کے ایک حقیقی عبد اور سچے مطیع کی حیثیت سے اپنی زندگیاں گزارو بالکل اسی طرح جس طرح ایک راہب اپنی زندگی گزارتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلام نے ایک طرف رہبانیت سے منع کیا اور دوسری طرف دنیا کے سب مشاغل کے باوجود کامل انقطاع الی اللہ کی تلقین کی تو ہمیں اس بات کا کیسے علم ہوگا کہ ایک ’’راہب‘‘ کی زندگی کیسی ہوتی ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ علم دینے کے لئے کہ وہ کس قسم کے انقطاع عن الدنیا اور انابت الی اللہ کو پسند کرتا ہے۔ ہمارے لئے اعتکاف کی نفلی عبادت مقرر فرمائی۔ یہ نفلی عبادت یعنی اعتکاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پہلے دس دنوں میں بجا لائے پھر آپ رمضان کے درمیانی دس دنوں میں بھی اعتکاف بیٹھے اور آپ یہ عبادت رمضان کے آخری عشرہ میں بھی بجا لائے ہیں۔ غرض آپ رمضان کے تینوں عشروں میں اعتکاف بیٹھے ہیں اور اسے آخری شکل آپ نے یہ دی کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی عبادت بجا لائی جائے اب رمضان کا آخری عشرہ بڑا ہی محدود زمانہ ہے۔ دس دن ہی تو ہیں۔ پھر لوگوں کی تو ایک محدود تعداد اعتکاف بیٹھتی ہے لیکن اس سے ہم سب کو کم سے کم یہ علم ضرور حاصل ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کس قسم کی زندگی گزارنے کی ہم سے امید کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے لئے خلوت اور تنہائی کو پسند فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ فرمایا اور حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے لئے مسجد میں کپڑوں کی دیواروں کا ایک حجرہ بنا دیا۔ اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپؐ اجازت عطا فرمائیں تو میں بھی اعتکاف بیٹھ جاؤں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ نے اپنے لئے بھی مسجد میں ایک حجرہ بنا لیا۔ بعض دوسری ازواج مطہرات کو علم ہوا تو انہوں نے سوچا کہ ہم کیوں پیچھے رہیں۔ چنانچہ پہلے ان میں سے ایک نے اپنے لئے حجرہ بنایا۔ پھر دوسری نے بنایا۔ پھر تیسری نے بنایا اور اس طرح بعض دوسری ازواج کے حجرے بھی تیار ہو گئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے ارادہ سے مسجد میں تشریف لائے تو آپؐ نے کئی حجرے دیکھے اس پر آپؐ نے فرمایا کہ یہ حجرے کیوں؟ کس لئے؟ اور کس کے لئے بنائے گئے ہیں؟ آپؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! حضرت عائشہؓ کو دیکھ کر بعض دوسری ازواج نے بھی اپنے اپنے حجرے بنا لئے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا تم اس بات میں نیکی اور

تقویٰ تلاش کرتی ہو کہ تم دوسرے کی نقل کرو اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کرو۔ (صحیح البخاری بَابُ الْاِعْتِکَافِ فِیْ شَوَّالٍ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ بڑی دوربین تھی۔ آپ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی نظر رکھتے تھے آپ نے فرمایا تمہاری اس حرکت کو دیکھ کر دنیا یہ سمجھے گی کہ تم خلوصِ نیت سے کام کرنے کو نیکی نہیں سمجھتیں بلکہ دکھاوے کی عبادت کو نیکی سمجھتی ہو اور دیکھا دیکھی عبادت بجالانا اور دکھاوے کی عبادت کرنا کوئی نیکی نہیں اس کے بعد آپ مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور فرمایا میں بھی اس سال اعتکاف نہیں بیٹھوں گا۔ غرض اعتکاف بیٹھنے والے کو حقیقی اور انتہائی تنہائی اور خلوت میسر آنی چاہئے تا وہ اپنا زیادہ تر وقت خدا تعالیٰ کی عبادت اور دعاؤں میں گزار سکے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر حضرت امام احمد بن حنبل کی جو بڑے پایہ کے امام ہیں۔ رائے ہے کہ اعتکاف کی حالت میں قرآن کریم کی تدریس اور اس کا سبقاً پڑھنا پڑھانا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ وقت سیکھنے اور سکھانے کا نہیں بلکہ خلوت میں اپنے ربّ کو یاد کرنے کا ہے۔ لیکن بعض چھوٹی چھوٹی بدعتیں پیدا ہو جاتی ہیں جن کا دور کرنا ضروری ہے۔ ہماری اس مسجد میں اور ممکن ہے دوسری مساجد میں بھی، بعض لوگ معتکفین کی خلوت میں خلل انداز ہونے کی کوشش کرتے ہوں۔

انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا میرے ایک عزیز معتکف نے دو تین سال ہوئے مجھے بتایا کہ ہم لوگ دعاؤں میں مشغول ہوتے ہیں کہ ہمارے حجرہ میں کوئی شخص ہاتھ بڑھا کر مٹھائی کی ایک چھوٹی سی تھیلی رکھ دیتا ہے پھر دوسرا آدمی آ جاتا ہے اور کہتا ہے میرے لئے بھی دعا کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے دعا کے لئے تنہائی میسر نہیں آتی یہ درست نہیں معتکف کو دعا کے لئے کہنا ہی ہے تو اعتکاف بیٹھنے سے پہلے کہہ دیں یا اس کے لئے کوئی ایسا طریق اختیار کریں جو معتکف کی عبادت اور دعا میں خلل نہ ڈالے اس دفعہ ہماری مسجد میں ۸۰ کے قریب افراد اعتکاف بیٹھے ہیں اگر ربوہ کے دس ہزار باشندے باری باری ان کے پاس آنا اور دعا کے لئے کہنا شروع کر دیں تو ان کا سارا وقت تو دعا کی درخواستیں سننے میں لگ جائے گا پھر وہ دعا کب کریں گے۔ تم اس چیز کو جسے ان کے خدا اور رسول نے اور تمہارے خدا اور رسول نے ان کے لئے پسند کیا ہے یعنی خالص تنہائی اور خلوت ان سے چھین لیتے ہو۔ یہ کپڑے کی عارضی دیواریں اس بات کی علامت ہیں کہ ان لوگوں کو خلوت میسر آنی چاہئے اور یہ کہ دنیا کی نظر سے جو انہیں پریشان کرتی ہے اور ان کے وقت کو ضائع کرتی ہے یہ لوگ آزاد

اور محفوظ رہنا چاہتے ہیں یہ دیواریں حدود اللہ کو قائم رکھنے والی چیزیں ہیں اور آنے والے کو خبردار کرتی ہیں کہ آگے نہ جائیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا ایک بندہ اپنے ربّ کو یاد کر رہا ہے اور تم جرأت کر کے ایک آدھ لڈو یا کچھ مٹھائی اور دعا کے لئے پیغام پہنچانے کے لئے ان کے اوقات کو ضائع کر رہے ہو حقیقت یہ ہے کہ اگر اعتکاف سے بڑی عبادت نہ ہوتی جو بطور فرض کے ہے تو مساجد کے اندر اعتکاف بیٹھنے سے منع کر دیا جاتا۔ اسلام نے اجتماعی عبادتوں کو انفرادی عبادات پر ترجیح اور اہمیت دی ہے۔ مثلاً نماز باجماعت ہے جمعہ کی نماز ہے ان عبادات کو انفرادی اور نفلی عبادت پر فوقیت حاصل ہے اگر مسجد سے باہر اعتکاف بیٹھنے کا حکم دیا جاتا تو معتکف اعتکاف کے دنوں میں نہ نماز باجماعت ادا کر سکتا اور نہ جمعہ کی نماز میں شریک ہو سکتا اور نماز باجماعت اور نماز جمعہ فرائض میں سے ہیں اور انہیں اعتکاف پر جو ایک نفلی عبادت ہے بڑی فوقیت حاصل ہے۔ صرف ان عبادات کو بجالانے کے لئے اعتکاف کے لئے مسجد کو منتخب کیا گیا ہے اور آپ محض دعا کی درخواست کرنے اور تھوڑی سی مٹھائی دینے کی خاطر معتکف بھائیوں کو ناجائز طور پر تنگ کرتے ہیں۔

معتکفین کی عبادت اور ان کی دعاؤں میں خلل انداز ہونا ثواب کا کام نہیں اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے اگر ضروری طور پر دعا کی درخواست کرنا ہی ہے تو اجتماعی طور پر دعا کی درخواست کر دی جائے یا اعتکاف بیٹھنے سے پہلے دعا کی درخواست کر دی جائے یا اس کام کے لئے کوئی ایسا وقت تلاش کیا جائے جس میں ان کی عبادت اور دعا میں خلل واقع نہ ہو۔ گو مجھے ان دنوں میں کوئی وقت ایسا نظر نہیں آتا جو دعا اور عبادت سے خالی ہو۔ دعا کا دروازہ آپ سب کیلئے کھلا ہے جہاں ان دنوں میں معتکف بھائی دعا کرتے ہیں آپ بھی دعا کر سکتے ہیں پھر دعا اور صدقہ خیرات کے اور کئی مواقع ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھایا جائے۔

معتکف کو اس کے حال پر چھوڑ دیں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں جو ہمیں رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں نظر نہیں آتیں اور جنہیں نہ آپؐ نے پسند فرمایا ہے اور نہ اصولی طور پر ہماری طبیعت ہی انہیں پسند کرتی ہے ان سے بچنا چاہئے معتکف کو مسجد میں صرف اس لئے بٹھایا گیا ہے کہ اس کی نماز جمعہ ضائع نہ ہو اور وہ نماز باجماعت ادا کر سکے اس لئے نہیں کہ جو چاہے اور جب چاہے اس کی کوٹھڑی میں چلا جائے اور اس کی عبادت میں مخل ہو مساجد سے اعتکاف کی عبادت کو لازم کرنے سے اجتماعی دعا اور عبادت کی اہمیت بھی

واضح ہوتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عباسؓ سے ایک دوست نے سوال کیا کہ ایک شخص سارا دن عبادت اور روزہ میں گزارتا ہے رات کو بھی وہ ذکر الٰہی اور نوافل پڑھنے میں خرچ کرتا ہے لیکن وہ نماز باجماعت سے غافل ہے اور جمعہ کی نماز میں بھی نہیں آتا اس کے متعلق آپؐ کا کیا خیال ہے حضرت ابن عباسؓ نے نہایت آرام سے جواب دیا ھو فی النار وہ شخص آگ میں جائے گا۔ پس ہمیں فرائض کی طرف بہرحال پہلے متوجہ ہونا چاہئے اور نوافل تو ایک زائد عبادت ہے جس کا بجالانا بہت سی برکتوں کا موجب تو ضرور ہے اور فرائض کی ادائیگی میں جو کمزوری اور رخنے باقی رہ جاتے ہیں ان کو دور کرنے کا ذریعہ بھی ہیں لیکن فرائض کے بغیر نوافل کوئی چیز نہیں اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ فرائض کو چھوڑ کر نوافل کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کر لے گا وہ غلطی پر ہے۔ موٹی بات ہے کہ جو سامان مرمت کرنے کے لئے ہے اسے اس مکان میں جو ابھی تعمیر ہی نہیں ہوا کیسے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ جب تک آپ فرائض کی ادائیگی کے نتیجہ میں جنت میں اپنا مکان تعمیر نہیں کر لیتے۔ اس کے رخنے دور کرنے اور اس کی خوبصورتی اور تزئین کا سامان مہیا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس پہلے آپ فرائض کو کما حقہ ادا کر کے جنت میں اپنا مکان تعمیر کریں۔ پھر اس کو خوبصورت بنانے، اسے سجانے اور اس کی زیبائش کے لئے نوافل کی طرف متوجہ ہوں۔ اور جو لوگ نوافل کی طرف متوجہ ہوں آپ ان کے نوافل اور عبادات میں مخل نہ ہوں۔

رمضان کے ان آخری دنوں میں جن میں ہم اعتکاف بیٹھتے ہیں ایک وہ رات بھی آتی ہے جو لیلۃ القدر کے نام سے موسوم ہے۔ لیلۃ القدر کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ وہ رات جس میں اگر انسان چاہے اور پھر اس کا ربّ فضل کرے تو وہ اپنی اور اپنی قوم کی تقدیر کو اپنے ربّ سے بدلوا سکتا ہے یعنی لیلۃ القدر وہ رات ہے جس میں تقدیریں بھی بدل سکتی ہیں لیکن اکثر تقدیریں جو متضرعانہ دعا کے نتیجہ میں بدل دی جاتی ہیں ہمارے علم میں نہیں آ سکتیں۔ مثلاً ایک دفعہ ہماری موٹر کا ایک حادثہ ہو گیا اور وہ حادثہ اس نوعیت کا تھا کہ اگر ایک منٹ پہلے یا ایک منٹ بعد ہماری کار جائے حادثہ پر پہنچتی تو حادثہ پیش نہ آتا اور پھر یہ فضل بھی ہوا کہ جو شخص اس حادثہ کا بُری طرح شکار ہوا تھا اسے خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر بچا لیا اس وقت میرے دل میں اپنے ربّ کے لئے بہت حمد پیدا ہوئی اور میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ ہزاروں آفتیں اور حوادث ہم سے ٹال رہا ہے لیکن ہمیں ان کا علم بھی نہیں اور مجھے میری زندگی میں اللہ تعالیٰ نے یہ نظارہ

دکھا دیا ہے تا مجھے یقین اور وثوق ہو جائے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کس قدر محبت رکھتا ہے۔ پس جو تقدیر نظر آتی ہے اس پر بھی خدا تعالیٰ کی حمد کرنی چاہئے اور جو تقدیر نظر نہیں آتی اس پر بھی انسان کا دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (یوسف:۲۱)

اللہ تعالیٰ تقدیر بدل سکتا ہے اور بدلتا ہے ہاں جو تقدیر پردۂ غیب میں ہے اور پردۂ غیب میں ہی بدل دی جاتی ہے اس کے متعلق اکثر لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری دعا کو قبول فرما کر بہت سی دکھ دینے والی چیزوں کو بدل دیتا ہے اور ہمارے دل اس کی حمد سے بھر جانے چاہئیں۔ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اکثر لوگ غیب کی ان باتوں کی طرف مومنانہ فراست سے متوجہ نہیں ہوتے اور ان کے دل حمد سے خالی رہتے ہیں۔

پس ان آخری دنوں میں اعتکاف بیٹھنے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر کی تلاش کی جائے رسول کریم ﷺ بھی اس رات کی تلاش کیلئے ان دنوں میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو یہ رات دکھا دے اور جس خوش قسمت کو وہ گھڑی نصیب ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں بڑی کثرت سے سنتا ہے تو اسے اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہئے اور اس رات کی تلاش سے پہلے اسے یہ سوچ لینا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے قبولیت دعا کی یہ گھڑی نصیب کر دی تو وہ اس میں کون کون سی دعا کرے گا۔ احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسولؐ اللہ میں نوافل بھی پڑھوں گی اور دعائیں بھی کروں گی لیکن آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر مجھے لیلۃ القدر کی گھڑی نصیب ہو جائے تو اس میں میں کون سی دعا کروں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اس گھڑی میں تم اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو۔ پس استغفار ایک بنیادی دعا ہے اس کے بغیر حقیقتاً ہماری زندگی زندگی ہی نہیں رہتی نہ دنیوی زندگی باقی رہ سکتی ہے اور نہ اُخروی زندگی۔ نہ مادی زندگی باقی رہ سکتی ہے اور نہ روحانی زندگی۔ اس دنیا میں جو مختصر زندگی ہمیں ملتی ہے اس میں ہم اس قدر غلطیاں کرتے ہیں اتنی کوتاہیاں ہم سے سرزد ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور عفو نہ ہو اور وہ اس دنیا میں یا اگلی دنیا میں ہمیں پکڑنا چاہے تو ہمارے لئے راہ نجات ممکن ہی نہیں۔

لیلۃ القدر کی گھڑی میں جو دعائیں مانگنی چاہئیں ان میں سے دو بنیادی اور انفرادی دعائیں استغفار

اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرنا ہے۔ استغفار یعنی اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنا اور اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں پر پردہ پوشی کی درخواست کرنا اور خاتمہ بالخیر ہو جائے تو پھر پچھلی غلطیاں شمار نہیں ہوتیں۔ وہ سب معاف ہو جاتی ہیں۔ اس لئے دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے اور اپنی رضا کی جنت ہمیں نصیب کرے۔ کوئی شخص اپنی زندگی میں کتنا ہی کام کرتا رہے اگر وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں قبول نہیں ہوتا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ انسان سینکڑوں نہیں ہزاروں نوافل پڑھے اگر ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو وہ بالکل بے فائدہ ہیں۔ غرض یہ دونوں دعائیں یعنی استغفار اور خدا تعالیٰ کی رضاء کی جنت کے ملنے اور خاتمہ بالخیر کی دعا بڑی کثرت سے کرنی چاہئیں اور ان دنوں میں ان پر خاص زور دینا چاہئے یعنی خدا تعالیٰ سے اس کا عفو اور مغفرت بھی طلب کرنی چاہئے اور اس کی بارگاہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہئے کہ یا الٰہی ہم کمزور ہیں ہمارے ہر اس فعل میں جسے ہم نے عمل صالح سمجھ کر کیا ہے بہت سی کوتاہیاں اور غفلتیں رہ گئی ہیں تو ہمیں معاف فرما۔ تو بڑا عفو کرنے والا ہے اور تیرے عفو کے مقابلہ میں ہماری کوتاہیاں اور غفلتیں کوئی چیز نہیں تو ہماری کمزوریوں کی طرف نگاہ نہ فرما بلکہ اپنی صفت عفو کی طرف نگاہ کر۔ تو بڑا بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔ اپنی اس صفت کے صدقے تو ہماری خطائیں معاف کر۔ گناہ بخش اور ہمارا انجام بخیر کرتے ہوئے ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما۔ اس کے علاوہ اگر قبولیت دعا کی گھڑی یعنی لیلۃ القدر میسر آ جائے تو اجتماعی دعا یہ کرنی چاہئے کہ اے خدا دنیا تجھ سے دور ہو گئی ہے وہ تجھے پہچانتی نہیں۔ تیرے احسانوں کی وہ قدر نہیں کرتی۔ اے خدا! تو ایسے سامان پیدا کر دے کہ تیری عظمت تیری کبریائی، تیری توحید، تیرا جلال اور تیری محبت سب انسانوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ اے خدا! دنیا نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ اس نے سرکشی کرتے ہوئے آپؐ کو دھتکار دیا ہے۔ اے خدا تو ایسے سامان پیدا فرما کہ جن سے اسلام ہماری زندگی میں ہی تمام دنیا پر غالب آ جائے اور ہم آپؐ کے جھنڈے کو ہر ملک کے بلند پولوں (Poles) سے لہراتا ہوا دیکھیں۔ بہرحال ان دنوں اپنے لئے خدا تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی جنت کے حصول کی دعائیں کرنی چاہئیں اور اجتماعی لحاظ سے خدا تعالیٰ کی عظمت، کبریائی، توحید اور جلال کے قیام اور اسلام کے غلبہ کے لئے بڑی کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ خدا کرے کہ وہ ہمارے اعمال کو قبول فرمالے۔ کیونکہ کوئی عمل چاہے ظاہر میں کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ کتنا ہی حسین کیوں نہ ہو۔ کتنا ہی صالح کیوں نہ ہو۔ کتنا ہی نیک اور عمدہ کیوں نہ ہو۔ اگر خدا تعالیٰ اسے قبول نہیں کرتا

اور نفرت سے اسے دور پھینک دیتا ہے تو وہ بالکل بے فائدہ ہے۔ پس خدا کرے کہ ہمارے اعمال اس کی نگاہ میں پسندیدہ ہوں اور وہ انہیں نہ صرف قبول فرمالے بلکہ قبولیت کے بعد ہمیں ان سے مزید فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا کرے۔ پھر وہ ہمیشہ ہمیں اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔ ہمارے دل میں اس کی توحید کے قیام اور غلبۂ اسلام کے لئے خواہش اور تڑپ بڑی شدت سے ہمیشہ موجود رہے۔ پھر ہم ان دونوں اغراض کے لئے باقاعدہ جدوجہد بھی کریں اور وہ ہماری اس جدوجہد کو قبول فرمالے اور ہماری زندگیوں میں ہی اسلام کے غلبہ اور اپنی توحید کے قیام کا سامان پیدا کردے اور ہمیں یقین ہے کہ ایسے سامان ضرور پیدا ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر فیصلہ کرلیا ہے ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہماری زندگیوں میں ہی ایسے سامان پیدا کردے کہ جس ملک میں بھی ہم جائیں اس کے رہنے والوں کی زندگیوں میں اسلام کی حکومت مشاہدہ کریں۔ پھر ہم یہ دیکھیں کہ وہ لوگ اسلام کے پیرو اور اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ وہ اپنے ربّ کے ممنون ہیں کہ اس نے اسلام کی نعمت سے انہیں نوازا اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے ہیں کہ آپ ان کیلئے آسمان سے قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب لے کر آئے۔ آمین اللّٰھم آمین

(الفضل مؤرخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲ تا ۴)

☆......☆......☆